

خود گدازِ شمع، آغازِ فروغِ شمع ہے
سوزشِ غم در پئے ذوقِ شکیبائی نہ ہو

تارِ تارِ پیرہن ہے اکِ رگِ جانِ جنوں
عقلِ غیرت پیشہ حیرت سے تماشائی نہ ہو

بزمِ کثرت، عالمِ وحدت ہے، دنیا کے لیے
بے نیازِ عشق، اسیرِ زورِ تنہائی نہ ہو

ہے محبتِ رہزنِ ناموسِ انساں، اے اسدا
قامتِ عاشق پہ کیوں بلبوسِ رسوائی نہ ہو

کر دیکھتا ہے۔ اس شعر میں بھی وہی مشہور قول پیش نظر رہا، جو بہ طور حدیث بیان کیا جاتا ہے کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ دل چاہا کہ مجھے پہچانا جائے۔ یوں عشق پیدا ہوا کہ حسن کی معرفت کمال پر پہنچا۔ یہ حسن کی خود آرائی تھی اور کل یوم ہونی شان سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ خود آرائی بدستور جاری ہے۔

۲۔ لغات : گیرائی : گرفت ۔
شرح : حسن کے ناز و ادا نے زمانہ بھر پر اپنی قوت کا سکہ بٹھا رکھا ہے، لیکن اگر عشق کا ذوق اس حال کی گرفت میں آنے کے لیے تیار نہ ہو تو ناز و ادا کی عالمگیری بالکل بیچ رہ جائے گی۔

مطلب یہ کہ حسن کی جاذبیت اور کشش صرف عشق کی بدولت ہے۔ اگر کوئی حسن کے دام میں پھنسنے کے لئے تیار نہ ہو تو اسے کون پوچھے گا اور اس کے ناز و ادا کی قدر و قیمت کیا رہ جائے گی؟

ساتھ دل گھات میں
بیٹھ کر حسن کا نظارہ
نہ کرتا۔

مطلب یہ کہ
حسن کو زیادہ سے زیادہ
آراستہ ہونے اور
بننے ٹھننے کی ضرورت
اس لیے پیش آتی
ہے کہ عشقِ محو دیدار
ہے، اگرچہ کھل کر
سلنے نہیں آتا اور
نظر کی گھات میں بیٹھ